سوال

(22) مسجد واحد میں جواز تکرارِ جماعت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جواز تکرارِ جماعت مسجدِ واحد میں، حدیث صحیح سے ثابت ہے یا نہیں اور فقہائے حنفیہ کی اس میں کیا رائے ہے ؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بلاشک وشبہ فضیلت و ثواب جماعت اولیٰ کا زیادہ ہے بہ نسبت جماعت اُخری کے ۔ مگر اس سے یہ بات لازم نہیں آتی ہے کہ تکارِ جماعت بعد جماعتِ اولیٰ ناجائز ہو جائے اور کراہت بھی اس کی کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں، بلکہ جواز تکرارِ جماعت فی مسجد واحد حدیث صحیح سے ثابت ہے اور صحابہ وتابعین اور ائمہ مجتہدین کا اس پر عمل بھی رہا ہے ۔

دیکھو روایت کی ابوداود نے سنن میں :

''باب فی الجمع فی المسجد مرتین ۔ حدثنا موسی بن إسماعیل ثنا وھیب عن سلیمان الأسود عن أبی المتوکل عن أبی سعید الخدری أن رسول اللہ ﷺ أبصر رجلا یصلی وحدہ، فقال : ألا رجل یتصدق علی ھذا فیصلی معه ؟'' (سنن أبی داود، رقم الحدیث ۵۷۴ مسند أحمد ۳ ۶۴)

یعنی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو اکیلے نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا : کیا کوئی شخص اس کو صدقہ نہیں دیتا جو اس کے ساتھ نماز پڑھے ؟

گویا چھبیس نمازوں کا ثواب اس کو صدقہ دیا میں دیا، اس واسطے کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں ستائیس نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے ۔ (صحيح البخاري، رقم الحديث (٦٦٩) صحيح مسلم، رقم الحديث ٦٥٠)

اور روایت کیا ترمذی نے :

''باب ماجاء فی الجماعة فی مسجد قد صلی فیه مرة ۔ عن أبی سعید قال : جاء رجل، وقد صلی رسول اللہ ﷺ، فقال : أیکم یتجر علی ھذا؟ فقام رجل وصلی معه ۔ وفی الباب عن أبی أمامة وأبی موسی والحکم ابن عمیر ۔ قال أبو عیسی : وحدیث أبی سعید حدیث حسن ۔'' (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۲۰)

یعنی روایت ہے ابو سعید سے کہا کہ آیا ایک شخص اور نماز پڑھ چکے تھے رسول اللہ ﷺ، فرمایا : کون تجارت کرتا ہے اس شخص کے ساتھ ؟ یعنی اس کے ساتھ شریک ہو جائے تو جماعت کا ثواب دونوں پائیں، سو کھڑا ہوا ایک مرد اور نماز پڑھ لی اس کے ساتھ ۔

اور مسند امام احمد بن حنبل میں ہے :

''عن أبي أمامة أن النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رأى رجلا يصلي، فقال : ألا رجل يتصدق على هذا يصلي معه؟ فقام رجل فصلى معه، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : هذان جماعة۔'' كذا في فتح الباري شرح صحيح البخاري۔ (مسند أحمد ۵ ۲۵۴)

''ابوامامہ کے واسطے سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو تنہا نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ کیا کوئی ہے جو اس شخص کے ساتھ صدقہ کرے اور اس کے ساتھ نماز ادا کرے ؟ تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ نماز پڑھی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : یہ دونوں جماعت ہے ۔ ایسا ہی بخاری کی شرح فتح الباری میں ہے ۔''

اور ایک روایت میں مسند کے اس لفظ کے ساتھ وارد ہے :

''صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بأصحابه الظهر فدخل رجل وذكره'' كذا في المنتقى۔ ''(فتح الباري ۲ ۱۴۲)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی ۔ پھر ایک شخص داخل ہوا ۔ پھر پوری حدیث ذکر کی ہے ۔ المنتقیٰ میں ایسا ہی ہے ۔''

''ورواه ابن خزيمة وابن حبان والحاكم في صحاحهم، قال الحاكم : حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه۔'' انتهى (نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار (۳ ۱۸۵) نیز دیکھیں : مسند أحمد ۳ ۸۵)

''اور اس کی روایت ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے اپنی صحاح میں کی ہے ۔ حاکم نے کہا ہے کہ مسلم کی شرط کے مطابق یہ حدیث صحیح ہے، لیکن دونوں نے اس کی تخریج نہیں کی ہے ۔''

اور روایت کیا دار قطنی نے سنن مجتبی میں :

''عن محمد بن الحسن الأسدي عن حماد بن سلمة عن ثابت عن أنس أن رجلا جاء وقد صلى رسول اللہ فقام يصلي وحده، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : من يتجر على هذا فيصلي معه؟'' (سنن الدار قطني ۱ ۲۷۶)

''محمد بن حسن اسدی کے واسطے سے روایت ہے، اور وہ حماد بن سلمہ کے واسطے سے، اور وہ ثابت کے واسطے سے، اور وہ انس کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی آیا جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ چکے تھے، وہ کھڑا ہو گیا اور تنہا نماز پڑھنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : کون ہے جو اس شخص سے تجارت کرے گا اور اس کے ساتھ نماز پڑھے گا''

کہا زیلعی نے اس حدیث دار قطنی کے بارے میں :

''وسنده جيد'' انتهى ''اور اس کی سند عمدہ ہے ۔'' (نصب الراية ۲ ۲۹)

اور بھی روایت کیا دار قطنی نے :

''عن عصمة بن مالك الخطمي قال : كان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد صلى الظهر، وقعد في المسجد، إذ دخل رجل يصلي، فقال عليه السلام : ألا رجل يقوم فيتصدق على هذا فيصلي معه؟'' (سنن الدار قطني ۱ ۲۷۷)

''عصمہ بن مالک الخطمی کے واسطے سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی نماز پڑھ چکے تھے اور مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی داخل ہوا اور نماز پڑھنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : کیا کوئی ایسا ہے جو کھڑا ہو اور اس شخص پر صدقہ کرے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے ؟''

اور یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے، مگر چنداں مضر نہیں، کیونکہ طرق متعددہ سے یہ حدیث ثابت ہے ۔ اور روایت کیا بزار نے مسند میں :

''حدثنا محمد [بن أشرس] ثنا أبو جابر محمد بن عبد الملك ثنا الحسن بن أبي جعفر عن ثابت عن أبي عثمان عن سلمان أن رجلا دخل المسجد، والنبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد صلى، فقال : ألا رجل يتصدق على هذا

فیصلی معه؟"كذافی نصب الرایة للحافظ الزیلعی۔"(نصب الرایۃ ۲ ۲۹۔ نیز دیکھیں: مسند البزار ۶ ۵۰۱، رقم الحدیث ۲۵۳۸)

''ہم سے حدیث بیان کی محمد بن اشرس نے، انھوں نے کہا کہ مجھ سے ابوجابر محمد بن عبدالملک نے بیان کیا، ان کو حسن بن ابوجعفر نے ثابت کے واسطے سے، انھوں نے ابوعثمان کے واسطے سے، انھوں نے سلمان کے واسطے سے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا، درآں حالیکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ چکے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا کوئی ہے جو اس شخص پر صدقہ کرے اوراس کے ساتھ نماز پڑھے؟ حافظ زیلعی نے ''نصب الرایہ'' میں ایسا ہی بیان کیا ہے۔''

اور یہ شخص جو شریک ہوئے اس شخص کے ساتھ نماز میں وہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ تھے۔

کہا حافظ زیلعی نے:

(''وفی روایۃ البیھقی: أن الذی قام فصلی معه أبوبكر رضی الله عنه'' انتھی (نصب الرایۃ ۲ ۲۹، نیز دیکھیں: سنن البیھقی ۲ ۳۰۳، یہ حسن بصری رحمہ اللہ کی مرسل روایت ہے)

''بیہقی کی روایت میں ہے کہ جو شخص کھڑا ہوا اوراس آدمی کے ساتھ نماز پڑھی، وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ ختم شد۔''

اور کہا علامہ جلال الدین سیوطی نے ''قوت المغتذي'' میں:

''قال ابن سید الناس: هذا الرجل الذی قام معه هو أبوبكر الصدیق۔ رواه ابن أبی شیبة عن الحسن مرسلا۔'' انتھی (قوت المغتذی علی جامع الترمذی للسیوطی ۱ ۱۳۱، نیز دیکھیں: مصنف ابن أبی شیبة ۲ ۱۱۱)

''ابن سید الناس نے کہا: وہ آدمی جو اس شخص کے ساتھ کھڑا ہوا تھا وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے حسن کے واسطے سے مرسلاً کی ہے۔ ختم شد۔''

پس ثابت ہوا کہ مسجد واحد میں تکرارِ جماعت جائز و درست ہے، کیونکہ اگر تکرارِ جماعت مسجد واحد میں جائز نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیوں ارشاد فرماتے:

((ألا رجل یتصدق علی هذا فیصلی معه؟))

''کوئی شخص ہے جو اس پر صدقہ کرے اوراس کے ساتھ نماز پڑھے؟''

اگر کوئی یہ شبہ پیش کرے کہ یہاں پر اقتدا متنفل کی مفترض کے ساتھ پائی گئی اوراس میں کلام نہیں، گفتگو اس میں ہے کہ اقتداء مفترض کی مفترض کے ساتھ مسجد واحد میں بہ تکرار جماعت جائز ہے یا نہیں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ألا رجل یتصدق علی هذا فیصلی معه'' و ''أیكم یتجر علی هذا؟'' و ''من یتجر علی هذا فیصلی معه؟'' و ''ألا رجل یقوم فیتصدق علی هذا فیصلی معه''

''کیا کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو اس کو صدقہ کرے اوراس کے ساتھ نماز پڑھے؟ تم میں کون ہے جو اس کے ساتھ تجارت کرے اوراس کے ساتھ نماز پڑھے؟ کیا کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو کھڑا ہوا اوراس پر صدقہ کرے اوراس کے ساتھ نماز پڑھے؟''

عموم پر دلالت کرتا ہے، خواہ مقتدی متصدق و متجر متنفل ہو یا مفترض، اوراگرچہ اس واقعہ خاص میں متصدق اس کا متنفل ہوا، مگر یہ خصوص مورد قادح عموم لفظ کا نہ ہوگا۔ اور اول دلیل اس پر یہ ہے کہ حضرت انس بن مالک جو منجملہ رواۃ اس کے حدیث کے ہیں، انھوں نے بھی یہی عموم سمجھا، چنانچہ انھوں نے بعد وفاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جماعت ثانیہ

ساتھ اذان واقامت کے قائم کی، اس مسجد میں جہاں جماعت اولی ہوچکی تھی۔

صحیح بخاری کے باب فضل صلاۃ جماعہ میں ہے :

''وجاء أنس إلی مسجد قد صلی فیہ فأذن وأقام و صلی جماعۃ۔'' انتھی (صحیح البخاري، رقم الحدیث ۲ ۷۵، اس اثر کو امام عبدالرزاق (۱ ۵۱۳) اور امام ابن ابی شیبہ (۲ ۱۱۱) نے موصولاً بیان کیا ہے، نیز دیکھیں : تغلیق التعلیق ۲ ۲۷۶)

''انس رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے اور اس میں نماز پڑھی جاچکی تھی تو انھوں نے اذان دی، اقامت کہی اور باجماعت نماز پڑھی۔ ختم شد۔''

کہا حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں :

''وجاء أنس... الخ، وصلہ أبو یعلی فی مسندہ من طریق الجعد أبی عثمان قال : مربنا أنس بن مالک فی مسجد بنی ثعلبۃ فذکر نحوہ، قال : وذلک فی صلاۃ الصبح، وفیہ : فأمر رجلا فأذن وأقام ثم صلی بأصحابہ۔ وأخرجہ ابن أبی شیبۃ من طرق عن الجعد، وعند البیھقی من طریق أبی عبد الصمد الأعمی عن الجعد نحوہ، وقال : مسجد بنی رفاعۃ، وقال : فجاء أنس فی نحو عشرین من فتیانہ۔'' انتھی (فتح الباری ۲ ۱۳۱)

''انس رضی اللہ عنہ آئے... الخ۔ ابو یعلی نے اپنی مسند میں الجعد ابو عثمان کی سند سے اسے موصول بیان کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ مسجد بنو ثعلبہ میں انس بن مالک ہمارے پاس سے گزرے اور اسے ذکر کیا۔ انھوں نے کہا : یہ فجر کی نماز کا وقت تھا۔ اس میں یہ بھی ہے کہ انھوں نے ایک آدمی کو حکم دیا، اس نے اذان واقامت کہی۔ پھر انھوں نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھی۔ ابن ابی شیبہ نے اس کی تخریج جعد کے واسطے سے کئی طرق سے کی ہے، اور بیہقی کے نزدیک جعد کے واسطے سے ابو عبدالصمد الاعمی کے طریق سے اسی طرح ہے۔ انھوں نے کہا کہ یہ مسجد بنو رفاعہ کی تھی۔ انھوں نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ آئے اپنے بیس جوانوں کے ساتھ۔ ختم شد۔''

حاصل کلام کا یہ ہوا کہ یہ سات صحابہ حضرت ابو سعید خذری و انس بن مالک و عصمہ بن مالک و سلمان و ابو امامہ و ابو موسیٰ اشعری و الحکم بن عمیر رضی اللہ عنہم نے اس واقعہ کو رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بموجب ارشادِ رسول اللہ ﷺ ساتھ اس کے نماز پڑھنے لگے، اس مسجد میں جہاں جماعت اولیٰ ہوچکی تھی اور اطلاق اس پر جماعت کا ہوگا، کیونکہ (الاثنان فما فوقھما جماعۃ) ''دو یا دو سے زیادہ جماعت ہیں۔'' (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث (۹۷۲) یہ حدیث مختلف طرق سے مروی ہے، لیکن شدتِ ضعف کی بنا پر قابل احتجاج نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیں : فتح الباري (۲ ۱۴۲) إرواء الغلیل ۲ ۲۴۸)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بعد وفاتِ رسول اللہ ﷺ کے اس پر عمل کیا، جیسا کہ روایت سے مسند ابو یعلی موصلی و ابن ابی شیبہ و بیہقی کے معلوم ہوا۔ اور امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کا بھی یہی مذہب ہے، جیسا کہ جامع ترمذی میں مذکور ہے۔ اور یہی مذہب صحیح و قوی ہے کہ تکرارِ جماعت بلا کراہت جائز ہے۔ (سنن الترمذي ۱ ۴۲۷)

اور فقہائے حنفیہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ تکرار جماعت ساتھ اذان ثانی کے اس مسجد میں کہ امام و موذن وہاں مقرر ہوں، مکروہ ہے، اور تکرار اس کا بغیر اذان کے مکروہ نہیں۔ بلکہ امام ابو یوسف سے منقول ہے کہ اگر جماعت ثانیہ ہیئت اولی پر نہ ہو تو کچھ کراہت نہیں اور محراب سے عدول کرنے میں ہیئت بدل جاتی ہے۔

''بحر الرائق شرح کنز الدقائق'' میں ہے :

''ومنھا حکم تکرارھا فی مسجد واحد، ففی المجمع : لا یکررھا فی مسجد محلۃ بأذان ثان، وفی المجتبی : ویکرہ تکرارھا فی مسجد بأذان وإقامۃ'' انتھی مختصرا۔ (البحر الرائق ۱ ۳۶۷)

''اور اس میں سے ایک یہ ہے کہ ایک ہی مسجد میں نماز کی تکرار کا حکم، تو مجمع میں ہے کہ ایک ہی مسجد میں دوبارہ اذان کے جماعت نہ کرائے اور مجتبیٰ میں ہے کہ اذان واقامت کے ساتھ مسجد میں دوبارہ جماعت کروانا مکروہ ہے۔ مختصراً۔ ختم شد۔''

اور ''شرح منیتہ المصلی'' میں ہے :

''واذا لم یکن للمسجد امام و موذن راتب فلا یکرہ تکرار الجماعۃ فیہ باذان واقامۃ عندنا، بل ھو الأفضل، أما لو کان لہ امام و موذن فیکرہ تکرار الجماعۃ، وعن أبی یوسف رحمہ اللہ: اذا لم تکن علی ھیئۃ الأولیٰ لا یکرہ والا یکرہ، وھو الصحیح۔''

''اور جب کسی مسجد میں وظیفہ یاب امام اور موذن نہ ہو تو اس میں تکرار جماعت ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ ہمارے نزدیک مکروہ نہیں، بلکہ یہ افضل ہے، لیکن اگر وہاں وظیفہ یاب امام و موذن معین ہو تو تکرار جماعت مکروہ ہے۔ ابو یوسف سے منقول ہے کہ اگر پہلی صورت نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے اور بصورت دیگر مکروہ ہے، اور یہی درست ہے۔''

اور ''طوالع الأنوار حاشیہ در المختار'' میں ہے:

''کراھۃ الجماعۃ فی غیر مسجد الطریق مقیدۃ بما اذا کانت الجماعۃ الثانیۃ باذان واقامۃ لا باقامۃ فقط، وعن أبی یوسف رحمہ اللہ: اذا لم تکن علی ھیئۃ الأولی لا تکرہ والا تکرہ، وھو الصحیح، وبالعدول عن المحراب یختلف الھیئۃ'' انتھی

''عام راستے کی مسجد میں دوبارہ جماعت کی کراہت اس قید کے ساتھ ہے جب دوسری جماعت ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ ہو، نہ کہ صرف اقامت کے ساتھ، اور ابو یوسف رحمہ اللہ کے واسطے سے منقول ہے کہ اگر اول الذکر حیثیت پر نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے اور بصورت دیگر مکروہ ہے اور یہی درست ہے۔ اور محراب سے ہٹ کر پڑھنے کی صورت میں ہیئت مختلف ہو جاتی ہے۔''

اور ''رد المحتار حاشیۃ در المختار'' میں ہے:

''یکرہ تکرار الجماعۃ فی مسجد محلۃ باذان واقامۃ، الا اذا صلی بھما فیہ أولاً غیر أھلہ، أو أھلہ لکن بمخافتۃ الأذان، ولو کرر أھلہ بدونھما، أو کان مسجد طریق جاز اجماعا، کما فی مسجد لیس لہ امام ولا موذن'' انتھی (رد المحتار ۱/ ۳۹۵)

''محلے کی مسجد میں ایک اذان اور ایک اقامت کے ذریعے تکرار جماعت مکروہ ہے الا یہ کہ پہلے مسجد والوں نے یا دوسرے لوگوں نے اذان اور اقامت کہہ کے نماز پڑھ لی ہو، جو وہاں کے نہیں ہیں، یا وہاں کے لوگوں ہی نے اذان آہستہ کہہ کر نماز پڑھ لی ہو۔ اگر محلے والوں نے اذان اور اقامت کے بغیر تکرار کر لیا یا وہ راستے کی مسجد تھی تو بالاجماع جائز ہے، یہ اسی طرح ہے جیسے اس مسجد میں نماز پڑھ لی جائے جس کا نہ امام معین ہو اور نہ موذن۔ ختم شد۔''

اور بھی ''رد المحتار'' میں ہے:

''قد علمت بأن الصحیح أنہ لا یکرہ تکرار الجماعۃ اذا لم تکن علی الھیئۃ الأولی'' انتھی مختصرا (رد المحتار ۱/ ۳۹۶)

''تجھے معلوم ہو گیا ہے کہ درست بات یہ ہے کہ تکرارِ جماعت مکروہ نہیں ہے جبکہ وہ ہیئت اولیٰ کی صورت میں نہ ہو۔ ختم شد۔''

پس ان روایات سے صاف معلوم ہوا کہ جب جماعت ثانیہ میں عدول محراب سے ہو جائے یا تکرار اس کا بغیر اذان کے ہو تو بلا کراہت جائز ہے، اگرچہ اقامت اس میں کہی جائے۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے فعل سے ثابت ہوا کہ انھوں نے تکرار جماعت ساتھ اذان واقامہ دونوں کے کیا۔ واللہ اعلم بالصواب

حررہ: أبو الطیب محمد شمس الحق العظیم آبادی عفی عنہ۔

أبو طیب محمد شمس الحق

''للہ در من أجاب'' حررہ: أبو المجد عبد الصمد بھاری۔ سید محمد نذیر حسین عفز لہ ولوالدیہ۔

’’ ماأحسن ھذاالجواب المقرون بالصدق والصواب!‘‘ حررہ :الراجی عفوربہ القوی أبوالحسنات محمد عبدالحی تجاوزاللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔أبوالحسنات محمد عبدالحی۔

’’أصاب من أجاب‘‘ حررہ : محمد حمایت اللہ جلیسری۔

’’ صح الجواب‘‘ الفقیرأمیر علی عفااللہ عنہ۔

’’للہ درالمجیب حیث أتی بدلائل شافیہ وبراھین قاطعۃ التی زال عنھا شبھۃ المعاندین، ودفع بھا شکوک المجادلین فلیعمل العاملون‘‘ حررہ : عاجزالبشرأبوطفر محمد عمرالأرٹیسوی، عفی عنہ،أبوطفر محمد عمر

ھذا ماعندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ مقالات، وفتاویٰ

صفحہ نمبر 119

محدث فتویٰ